مطالعہ قرآن
ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۂ یونس

آیات ۷۱–۷۴

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ
مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ
وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا
تُنْظِرُوْنِ ○ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ
اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُ
فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ ثُمَّ
بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ○

"(اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو نوحؑ کی سرگزشت سنایئے۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور اللہ کی آیات کے ذریعے یاددہانی کراتے رہنا تم پر بہت گراں گزر رہا ہے تو (کان کھول کر سن لوکہ) میں نے تو اللہ ہی پر بھروسہ کرلیا ہے۔ تم خود بھی اتفاق رائے سے فیصلہ کرلو اور اپنے (مزعومہ) شرکاء کو بھی شامل کرلو۔ پھر نہ اپنے فیصلے میں تذبذب کو راہ پانے دو، نہ مجھے مزید مہلت دو بلکہ کر گزرو جو میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو۔ پھر اگر تم پیٹھ دکھاؤ تو (سوچو کہ) میں نے تم سے کوئی اجر تو طلب نہیں کیا! میرا اجر و ثواب تو بس اللہ ہی کے ذمے ہے۔ اور مجھے

تو اسی کا حکم ہوا ہے کہ میں (اللہ کے) فرمانبرداروں میں سے بنوں۔ پس انہوں نے اس کی تکذیب کی تو ہم نے نجات دی اس کو بھی اور ان کو بھی جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے۔ اور انہی کو ہم نے جانشینی عطا فرمائی اور غرق کر دیا ہم نے ان سب کو جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا۔ تو دیکھ لو کہ جنہیں خبردار کر دیا گیا تھا اُن کا انجام کیا ہوا! پھر اس کے بعد ہم نے بھیجے بہت سے رسول اپنی اپنی قوموں کی طرف۔ اور وہ اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے لیکن وہ ایمان لانے والے نہ بنے اس پر جسے انہوں نے پہلے جھٹلا دیا تھا۔ اسی طرح ہم مہر لگا دیا کرتے ہیں اُن لوگوں کے دلوں پر جو حدود سے تجاوز کر جائیں!"

سورۂ یونس اور سورۂ ہود مُصحَف میں بھی ساتھ ساتھ وارد ہوئی ہیں اور اُن کا زمانۂ نزول بھی ایک دوسرے سے بہت متصل ہے اور اُن کے مضامین میں بھی نہایت گہری مناسبت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ان دونوں میں اِنذار کا رنگ بہت نمایاں ہے اور اُن کو پڑھتے ہوئے بالکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اہلِ مکہؐ کو عذابِ الٰہی کے آنے سے قبل آخری بار خبردار کیا جا رہا ہے۔ اور اُن کے زمانۂ نزول کے اعتبار سے یہ بات بالکل مناسبِ حال اور مطابقِ واقعہ بھی تھی۔ اس لیے کہ یہ سورتیں ہجرت سے متصلاً قبل نازل ہوئی ہیں اور اُس وقت آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ مکہ کو دعوت دیتے پورے گیارہ بارہ سال بیت چکے تھے اور ان پر ہر اعتبار سے اِتمامِ حُجت کیا جا چکا تھا اور اُدھر کفارِ قریش کے اعراض و انکار میں بھی اس درجہ شدّت پیدا ہو چکی تھی کہ وہ آنحضورؐ کے قتل تک کا فیصلہ کر چکے تھے۔ نتیجۃً عذابِ الٰہی گویا اُن کے سروں پر منڈلا رہا تھا اور انہیں آخری وارننگ دی جا رہی تھی یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم سخت صدمے کی کیفیت سے دوچار تھے اور آپؐ پر یکدم بڑھاپے کے آثار طاری ہو گئے تھے۔ چنانچہ دریافت کرنے پر آپؐ نے واضح الفاظ میں یہ فرمایا کہ: "شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَاَخَوَاتُهَا" یعنی "مجھے سورۂ ہود اور اس کی بہنوں (یعنی ہم مضمون سورتوں) نے بُوڑھا کر دیا ہے!

اِس اِنذار کے ضمن میں سابق انبیاء و رُسُل کے حالات اور اعراض و انکار کی پاداش میں اُن کی قوموں پر عذابِ استیصال کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں تاکہ ع "گفتہ آید در حدیثِ دیگراں" کے مصداق قریشِ مکہ کو اپنے انجام کی جھلک دکھا دی جائے۔ اس ضمن میں سورۂ یونس اور سورۂ ہود کے مابین ایک عجیب عکسی ترتیب پائی جاتی ہے یعنی سورۂ یونس میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر صرف تین چار آیات میں ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تقریباً ڈیڑھ رکوعوں پر پھیلا ہوا ہے، جب کہ اس کے برعکس سورۂ ہود میں

حضرت نوحؑ کا ذکر بہت تفصیل کے ساتھ ہے اور پورے دو رکوعوں پر مشتمل ہے جبکہ حضرت موسیٰؑ کا ذکر حد درجہ اجمال و اختصار کے ساتھ ہے۔

سورۂ یونس کی زیرِ درس چار آیات میں حضرت نوحؑ کا وہ قول تفصیل سے نقل ہوا ہے جو گویا اپنی قوم سے آخری اعلانِ برارت ہی نہیں بلکہ انہیں ایک نوع کے چیلنج پر بھی مشتمل ہے یعنی یہ کہ اگر تم اپنے کفر و شرک اور اعراض و انکار پر اس شدت کے ساتھ قائم ہو کر اب اپنے مابین میرا وجود بھی تمہارے لیے ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے اور اللہ کی آیات کے ذریعے دعوت و تبلیغ، انذار و تبشیر اور بالجملہ تذکیر کا جو فریضہ میں سرانجام دے رہا ہوں وہ تمہارے لیے حد درجہ ناگوار ہے تو میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس کی پناہ پکڑلی ہے۔ اب تم سب مل جل کر اتفاقِ رائے کے ساتھ فیصلہ کر لو اور اپنے مزعومہ شرکاء کو اپنی مدد کے لیے پکار لو۔ اور پھر میرے خلاف جو اقدام کر سکتے ہو کر گزرو! میں تم سے کوئی رعایت تو در کنار مہلت بھی مانگنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس کھلے چیلنج کے بعد بھی اُن کی جانب سے کوئی اقدام نہ ہونا کھلا ثبوت ہے اس امر کا کہ اپنے قلوب کی گہرائیوں میں وہ بھی حضرت نوحؑ کی صداقت و حقانیت کے قائل تھے اور اگرچہ آباء و اجداد کی تقلیدِ اعمیٰ اور ضد اور ہٹ دھرمی اور تعصب و استکبار کے باعث وہ کفر و انکار پر مُصر تھے لیکن اتنی جرأت بہر حال نہ کر سکے کہ رسول کے خلاف کوئی اقدام کر گزریں۔ چنانچہ اس پر بڑے بلیغ پیرائے میں ترغیباً کہلوایا گیا کہ جب تمہارے قلوب میری صداقت کے گواہ ہیں تو پھر تم کیوں اِس اعراض و انکار پر مُصر ہو اور اپنی شامت کو پکار پکار کر دعوت دے رہے ہو۔ ذرا سوچو! میں نے اس دعوت و تبلیغِ حق پر تم سے کوئی اُجرت تو طلب نہیں کی، نہ میں نے تم سے اس خدمت کا کوئی معاوضہ مانگا ہے۔ تو پھر یہ اعراض و انکار آخر کس لیے ہے۔ اس ضمن میں اس حقیقت کی جانب بھی رہنمائی فرما دی گئی کہ انبیاء و رُسل کی دعوت و تبلیغ کا مرکز و محور اور مبنیٰ و مدار کتاب اللہ کی آیات ہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ جیسے حضرت نوحؑ کے ذکر میں الفاظ وارد ہوئے: وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ کہ (یعنی "میرا یاد دہانی کرانا اللہ کی آیات کے ذریعے") اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا: فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ یعنی "پس یاد دہانی کرائیے قرآن کے ذریعے سے جسے بھی کچھ خوف ہو میری دھمکیوں کا!"

ایک دوسری عظیم حقیقت جو آیت ۷۴ سے معلوم ہوئی یہ ہے کہ جب کوئی فردِ نوعِ بشر یا کوئی مجموعۂ افراد ایک بار دعوتِ حق کا انکار کر بیٹھتا ہے تو اس کی نقد سزا اُسے یہ ملتی ہے کہ آئندہ کے لیے اس میں قبولِ حق کی استعداد میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور جیسے جیسے اس کا اعراض و انکار بڑھتا جاتا ہے

اس کی استعداد ابھی مزید سلب ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام آجاتا ہے جسے انگریزی میں "POINT OF NO RETURN" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ اگرچہ قلوب اس دعوتِ حق کی حقانیت کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں لیکن اس کے اقرار و اعتراف کی توفیق نہیں ملتی، اور انسان گویا اپنے ہی بنائے ہوئے پنجرے میں محبوس ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن مجید "ختمِ قلوب" یا "طبعِ قلوب" کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے، جیسے کہ سورۃ البقرہ کے آغاز میں فرمایا کہ: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ "یعنی" اللہ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے، اور اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے"۔ ـــــ اور سورۃ الانعام کی آیت ۱۱۰ میں فرمایا: "وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ" یعنی "اور ہم اُن کے دلوں اور نگاہوں کو اُلٹ دیں گے جیسے کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے پہلی بار، اور ہم چھوڑ دیں گے اُن کو اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے"۔ گویا عافیت اور خیریت اسی میں ہے کہ جیسے ہی کوئی چھوٹی یا بڑی حقیقت انسان پر منکشف ہو اور اُس کا دل اُس کی صداقت و حقانیت کی گواہی دے دے، انسان فوراً اس کو قبول کر لے اور اس کی تصدیق کر دے۔ بصورتِ دیگر اس کی قبولِ حق کی استعداد میں کمی واقع ہو جائے گی اور اس سے عظیم تر حقیقت کے اعتراف کی توفیق بھی اسے نہیں ملے گی۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آسکتا ہے کہ انسان بالکل ہی مسلوب التوفیق ہو جائے اور کائنات کے عظیم ترین حقائق کا انکشاف بھی اسے اعتراف و اقرار پر مائل نہ کر سکے، اور انسان گویا جیتے جی مُردوں میں شامل ہو جائے یعنی اُس کے اندر کا اصل انسان مر جائے اور صرف دو ٹانگوں پر چلنے والا ایک 'چوپایہ' باقی رہ جائے۔ بفحوائے الفاظِ قرآنی: لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ "یعنی" اُن کے دل ہیں پر سمجھ سے عاری، آنکھیں ہیں پر بصارت سے محروم، اور کان ہیں پر سماعت سے لاچار۔ یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے!

اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجامِ بد سے بچائے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اس کی توفیق مرحمت فرمائے کہ جب اور جیسے ہی کوئی حقیقت ہم پر منکشف ہو، ہم بلا پس و پیش اور بغیر توقف و انتظار فوراً اسے قبول کر لیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین!